ولی کامل حضرت مولانا فضل محمدؒ

بانی جامعہ قاسم العلوم فقیر والی (ضلع بہاولنگر)

پروفیسر تنویر انجم
قائد اعظم یونیورسٹی، اسلام آباد

برصغیر پاک و ہند میں اسلام اولیاء کرام اور مدارس عربیہ کی شب و روز کی محنت سے پھیلا ہے، تاریخ اسلام میں بے شمار جلیل القدر ہستیاں آفتاب کی طرح روشن اور اپنے عظیم کارناموں کی وجہ سے امت مسلمہ میں ایک ''دیومالا'' کی حیثیت رکھتی ہیں۔ جنہوں نے اپنے علم و فضل، پاکیزگی، خداترسی، عبادات و ریاضت کی وجہ سے لوگوں کی کایا پلٹ دی۔ برصغیر پاک و ہند میں جن بزرگانِ دین نے اسلام کا نور پھیلایا اور اپنے اخلاق و کردار سے لاکھوں بندوں کو فیض بخشا ان میں حضرت مولانا فضل محمدؒ بانی جامعہ قاسم العلوم فقیر والی کا نام بھی ہے۔ آپؒ ۲۶ محرم الحرام ۱۳۲۲ھ بمطابق ۱۳ اپریل ۱۹۰۴ء کو سنگوال ضلع جالندھر (انڈیا) میں جناب کریم بخش کے گھر پیدا ہوئے، ابتدائی تعلیم آپ نے جامعہ رشیدیہ رائے پور میں حاصل کی۔ پھر ان کا بختِ بلند، انہیں مجدد ملت حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ کی خدمت اقدس میں خانقاہ امدادیہ تھانہ بھون شریف لے گیا۔ اس زمانے میں یہ خانقاہ پورے برصغیر میں علم و عرفان کا چشمہ بنی ہوئی تھی۔ اس چشمے سے حضرت علامہ سید سلمان ندویؒ، مولانا خیر محمد جالندھریؒ، ڈاکٹر عبدالحی عارفیؒ، مولانا مفتی محمد حسن امرتسری، مولانا عبدالماجد دریابادیؒ جیسے سینکڑوں اساطین شریعت و تصوف سے سیراب ہوئے، خانقاہ امدادیہ میں رہ کر آپ نے اپنے مس خام کو کندن بنایا اور مولانا اشرف علی تھانویؒ کے ایک منظور نظر شاگرد ہونے کا اعزاز حاصل کیا۔ سند فراغت آپ نے براعظم ایشیا کی عظیم اسلامی یونیورسٹی دارالعلوم دیوبند سے حاصل کی۔ جہاں آپ نے حضرت مولانا حسین احمد مدنیؒ، حضرت مولانا اعزاز علیؒ سے کسبِ فیض کیا۔ پھر آپ کسی کام کے سلسلے میں فقیر والی کے نزدیک 110/6-R میں آئے تو یہاں کے زمینداروں نے آپ کو مجبور کر کے یہاں خطیب و امام رکھ لیا۔ یہاں قیام کے دوران آپؒ لوگوں کی جہالت اور شریعت سے عدم واقفیت کو دیکھ کر بہت تڑپتے رہتے، یہاں تک کہ آپ کے دل میں ایک دینی ادارہ قائم کرنے کا جذبہ موجزن ہوا۔ چنانچہ آپؒ نے ۱۷ ذی الحجہ ۱۳۵۶ھ بمطابق ۱۸ فروری ۱۹۳۷ء کو فقیر والی میں ایک اجتماع منعقد کیا جس میں امیر شریعت حضرت مولانا سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ، شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی لاہوریؒ، رئیس الاحرار حضرت مولانا حبیب الرحمٰن لدھیانویؒ شریک ہوئے انہوں نے مدرسہ کی سنگ بنیاد رکھی۔ مدرسہ کا نام مولانا محمد قاسم نانوتویؒ کے نام نامی اسم گرامی کی مناسبت سے قاسم العلوم رکھا، جس وقت مدرسہ کی بنیاد رکھی جا رہی تھی، اس وقت یہ علاقہ لق و دق صحرا تھا، پینے کے لئے پانی اور سفر کے لئے کوئی ذرائع نہ تھے۔ ہر طرف ریگستانی گھنی جھاڑیاں تھیں، زہریلے اور وحشی جانوروں کی بہتات تھی۔ اللہ

کے اس نیک بندے کے ڈیرہ لگانے کی وجہ سے یہ علاقہ آباد ہوگیا۔ مولانا فضل محمدؒ نے تین طلباء اور ایک استاد کے ساتھ کچی مسجد کے اندر مدرسہ کی تعلیم کا آغاز کیا۔ دار العلوم دیوبند کے مہتمم مولانا قاری محمد طیب صاحبؒ مدرسہ میں تشریف لائے، تو فرمایا کہ یہ ادارہ ریاست بہاولپور میں ہمارے علمی سلسلے کا اولین سرچشمہ ہے۔ اس کی تعلیم کا معیار بلند اور تربیت کے اصول پسندیدہ ہیں۔ نظم کا سلسلہ دوسرے اداروں کے لئے قابل تقلید نمونہ ہے۔ حضرت مولانا فضل محمدؒ اس درسگاہ کے نظام شمسی کے آفتاب ہیں۔ ان کا فضل و کمال، صلاحیت و استعداد اور سلیقہ ناقابل فراموش ہے۔ حضرت مولانا محمد منظور نعمانیؒ مدیر ماہنامہ ''الفرقان لکھنو'' لکھتے ہیں کہ میں نے ابتداء مدرسہ میں ظہر کی نماز جامعہ کی کچی مسجد میں مولانا فضل محمدؒ کی اقتداء میں پڑھی، نماز میں ایسی لذت پائی جو عمر بھر دوبارہ نصیب نہیں ہوئی۔ گمان بھی نہ تھا کہ دامن ریگزار میں ایک ایسا چشمہ طمانیت روح موجود ہوگا، جس کا ساقی طالبان علوم دینی کی تشنگی کو سیراب کررہا ہوگا، مولانا فضل محمدؒ اور ان کا یہ ادارہ قاسم العلوم اس دورہ میں چراغ کی حیثیت رکھتا ہے۔ بلکہ یوں محسوس ہوتا ہے کہ مستقبل میں اس کی ضوفشانیوں سے دین اسلام اور مملکت خداداد پاکستان کا ذرہ ذرہ منور ہوگا۔ میں یقین کے ساتھ کہتا ہوں کہ اس دور میں وہی مدرسے اپنے اصل مقصد میں کامیاب اور فتنوں سے بچے رہیں گے جن کے ارباب کار کسی نہ کسی درجہ میں وہ اصول و طریق اپنائیں گے جو اللہ اس برگزیدہ بندے مولانا فضل محمدؒ نے اپنائے (الفرقان، ص:۱۵، جنوری ۱۹۸۲ء)۔

حضرت مولانا فضل محمدؒ کے قریبی ساتھی بابو تاج محمدؒ فرماتے ہیں: ابتداء میں فقیروالی میں ایک چھوٹا سا اسٹیشن تھا، جہاں صرف رات کو ایک گاڑی آتی تھی، دسمبر کی یخ بستہ رات تھی، ہر طرف پھیلے ہوئے وسیع وعریض ٹھنڈے بلند و بالا ریت کے ٹیلے تھے، سردی کے مارے لوگوں کے دانت بج رہے تھے کہ اسٹیشن پر گاڑی آکر رکی اور چند مسافر اترے، اسٹیشن ماسٹر سے پوچھا کہ یہاں کوئی سرائے وغیرہ ہے، تو اس نے جواب دیا، صرف ایک اللہ والے کا وہ سامنے ڈیرہ ہے، وہاں چلے جاؤ، آدھی رات کے بعد جب وہ مسافر آپ کے پاس آئے تو آپ نے اپنا بستر ان کو دے دیا، دو آدمی باقی رہ گئے، تو آپ نے ان کو اپنا کمبل دے دیا اور خود ساری رات سردی کے اندر لیمپ کی روشنی میں قرآن مجید کی تلاوت کرتے رہے۔ علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی کے معروف ریسرچ سکالر پروفیسر ڈاکٹر محمد میاں صدیقی لکھتے ہیں کہ ۱۹۷۰ء میں، جامعہ قاسم العلوم کے اندر حاضری کی سعادت ملی، مولانا فضل محمدؒ کے حالات و واقعات اکثر سنتے تھے، لیکن فیس ٹو فیس Face to Face اللہ کے اس ولی کی زیارت آج پہلی مرتبہ ہورہی تھی۔ ان کے چہرے سے نورانیت ٹپک رہی تھی۔ مولانا کچھ دیر میرے پاس بیٹھے رہے، پھر اٹھ کر چلے گئے۔ تھوڑی دیر بعد میں نے دیکھا کہ مولانا ایک ہاتھ میں چنگیر پر بہت سی روٹیاں اور انڈوں کا آملیٹ اٹھائے ہوئے میرے لئے لائے، میں ان کی سادگی کو دیکھ کر بہت حیران ہوا۔ بھوک نہ ہونے کے باوجود ان کے اصرار پر آملیٹ سے ایک روٹی کھائی، بڑی بڑی اپر کلاس سوسائٹی کی پرتکلف دعوتوں میں جانے کا اتفاق ہوا، لیکن جو لذت میں نے مولانا کے ساتھ بیٹھ کر کھانے میں پائی وہ آج تک مجھے نصیب نہ ہوئی۔ مولانا فضل محمدؒ کو فخر بہاولپور کہا جائے تو بے جا نہ ہوگا۔ (وہ علماء جن کو میں نے دیکھا، ص:۶)۔

مولانا فضل محمدؒ اپنے دور کی نامور روزگار شخصیت تھے، علم و فضل، تقویٰ، طہارت، تنظیم و سیاست اور ہمت

واستقامت میں یکتائے روزگار تھے۔آپؒ اگرچہ عملی سیاست سے کنارہ کش رہے،لیکن عوامی مسائل میں بھرپور دلچسپی لیتے،انہیں خدمات کے اعتراف میں آپ کو۱۳۸۲ھ میں یونین کونسل کا ممبر نامزد کیا گیااور آپ ضلعی عدالت میں شرعی مشیر کے عہدے پر بھی فائز رہے۔آپ کی رفاہی،سماجی،ملی،قومی اور ملکی خدمات کے اعتراف میں حکومت پنجاب کی طرف سے سند حسن کارکردگی دی گئی،مجدد ملت حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ کے حکم پر آپ نے تحریک پاکستان میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا،اس کے علاوہ بھی جب کبھی قوم کوان کی ضرورت پڑی تو وہ ہراول دستے میں نظر آئے،چنانچہ آپ نے تحریک بنگلہ دیش نامنظور،تحریکِ ختم نبوت،تحریک نظام مصطفیٰ میں بھرپور حصہ لیا،آپ کا یہ قائم کردہ ادارہ اب ملک کے چند بڑے اداروں میں شمار ہوتا ہے،جہاں طلباء کوعلوم دینیہ کے ساتھ ساتھ علوم عصریہ کی میٹرک تک ریگولر تعلیم بھی دی جاتی ہے،اور ساتھ ساتھ کمپیوٹر سائنس کی تعلیم کا بھی معقول انتظام ہے،جامعہ کے زیرِ اہتمام بچیوں کی دینی تعلیم کا بھی ایک ادارہ کام کررہا ہے،جہاں طالبات کوحفظ وناظرہ اورشہادۃ العالمیہ (ایم اے عربی اسلامیات) تک تعلیم دی جاتی ہے۔

جامعہ کی عمارات ۵۲ کنال رقبہ پر پھیلی ہوئی ہیں، جامعہ کا کل رقبہ ۱۸ ایکڑ ہے، جامعہ کی لائبریری بین الاقوامی شہرت یافتہ ہے جس پر بارہا ملکی وغیر ملکی ذرائع ابلاغ نشر کر چکے ہیں۔جامعہ میں ایک فری ڈسپنسری بھی ۱۹۹۸ء سے چل رہی ہے جس سے اب تک ہزاروں مریضوں کا فری علاج معالجہ کیا جا چکا ہے۔جامعہ سے بہت سے جید سکالر اور علماء نے تعلیم حاصل کی،جن میں ڈاکٹر عابد اللہ غازی،صدر شعبہ اسلامیات شکاگو یونیورسٹی (امریکہ) شہید ناموس رسالت حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ مدیر ماہنامہ بینات کراچی،ڈاکٹر حقانی میاں قادری، پروفیسر بقائی یونیورسٹی سندھ ومدیر ماہنامہ تعمیر افکار کراچی، حافظ محمد قاسم سابق آئی جی جیل وخانہ جات، علامہ عبدالحق مجاہد ملتان، مولانا محمد حسین اسلام آباد وغیرہ۔ جامعہ کے فارغ التحصیل علماء سعودی عرب، برما، برطانیہ، کینیڈا، امریکہ، دبئ، ابوظہبی، فرانس، جرمنی میں قرآن وسنت کے مطابق دینی خدمات سرانجام دے رہے ہیں۔

حضرت مولانا فضل محمدؒ کی معاشرتی اور بیرونی زندگی کے علاوہ آپؒ کی گھریلو زندگی کا مشاہدہ کریں تو ایسا محسوس ہوگا کہ گھر میں آپؒ اطاعت وشفقت،مہر ووفا اور محبت ومودّت کا نمونہ ہیں۔آپ کو بحیثیت باپ دیکھا جائے تو آپؒ اولاد کے ساتھ انتہائی شفیق اور مہربان، اگر شوہر کی حیثیت سے دیکھا جاؤ تو آپؒ بیوی کے لئے وفا ومحبت کا نمونہ، دوست کی حیثیت سے دیکھا جائے تو آپؒ اپنے دوستوں کے لئے انس ومودت کا پیکر نظر آئیں گے،آپؒ نے ۱۹۷۶ء میں حج بیت اللہ کی سعادت حاصل کی، وہاں سے واپسی پر آپ کی طبیعت خراب رہنے لگی،مگر اس دوران ۱۸ مارچ ۱۹۸۰ء میں ۱۱۰ افراد کے قافلے کی قیادت کرتے ہوئے دارالعلوم دیوبند کے صد سالہ اجلاس میں شرکت کے لئے ہندوستان تشریف لے گئے۔ واپسی پر آپؒ کی طبیعت بہت زیادہ خراب ہوگئی۔بالآخر یہ مہتاب نور ۷۸ برس قرآن وسنت اور توحید کی ضیاپاشی کرنے کے بعد ۱۸ ربیع الثانی ۱۴۰۱ھ بمطابق ۲۳ فروری ۱۹۸۱ء کو ہمیشہ ہمیشہ کے لئے افق کے پار غروب ہوگیا۔انا للہ وانا الیہ راجعون۔ ان کی وفات کے بعد ادارہ کی مجلس شوریٰ نے ان کے صاحبزادے مولانا محمد قاسم قاسمی کو مہتمم نامزد کیا۔ان کی سربراہی اور ناظم اعلیٰ حافظ مسعود قاسم نقشبندی مجددی کی نظامت میں یہ ادارہ ترقی کی شاہراہ پر گامزن ہے۔...... ☆☆